

کذب و افتراء کا نیا ریکارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(الحمد للہ و صلوات علی عبادہ الذین اصطفیٰ!)

اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے والوں کو قرآن حکیم میں سب سے بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے: ”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ.....“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا بدترین جرم اور مسخ عقل و فطرت کی علامت ہے، ارشاد نبوی ہے: ”جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔“ مرزا غلام احمد ”مسح قادیان“ تو اس دائمی ضلالت کی سرگردانی میں مدۃ العمر مصروف رہے، مگر اس کذب و افتراء کی ایک تازہ مثال مرزائی مولوی فاضل ابوالعطاء اللہ دتہ جالندھری صاحب نے پیش کی ہے، سنئے:

افتراء علی اللہ:

”اسلام نے سورج اور چاند کے گرہن کا ذکر فرمایا

ہے، قرآن پاک نے اسے مختلف پیرایوں میں انقلاب عظیم اور

قیامت کی نشانی بھی ٹھہرایا ہے۔“ (الفضل ربوہ ۹ دسمبر ۱۹۷۷ء)

سورج یا چاند کہن کا قیامت کی نشانی ہونا، مرزائیوں کی ”مسیحی انجیل“

”انجیل“ (البشری) مسیح قادیان صاحب کی وحی و الہام کا مجموعہ ہے) میں کہیں لکھا ہو تو ہو، مگر قرآن پاک میں کہیں اس کا نام و نشان نہیں، اسے قرآن کی جانب منسوب کرنا محض کذب اور افتراء علی اللہ ہے۔

افتراء علی الرسول:

اللہ دتہ صاحب مزید لکھتے ہیں:

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ میری امت کی رہبری و رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ مسیح موعود اور مہدی معبود کو مبعوث فرمائے گا، اس کی شناخت کے سلسلہ میں آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”ان لمہدینا آیتین لم تکنونا منذ خلق السموات والارض... الخ.“ (دارقطنی ص: ۱۸۸) کہ ہمارے مہدی کے لئے یہ دو نشان مقرر ہیں اور یہ نشان ہمارے ہی امام مہدی کے ظہور کے ساتھ مختص ہیں، اسی کے لئے بطور دلیل صداقت ظاہر ہوں گے، اور یہ صورت ابتدائے دنیا سے امام مہدی کے وقت میں ہی پیدا ہوگی، یعنی یہ کہ:

۱:.....امام مہدی ہونے کا دعویدار موجود ہو۔

۲:.....رمضان کا مہینہ ہو۔

۳:.....چاند کی تاریں بجھائے خسوف میں سے اسے پہلی

تاریخ کو گرہن لگے۔

۴:.....سورج کی تاریں بجھائے خسوف میں سے اسے

درمیانی تاریخ کو گرہن لگے۔“ (حوالہ بالا)

اس عبارت میں ”مسیح مولوی فاضل“ نے دو وجہ سے افتراء علی الرسول کیا

اول:..... یہ کہ موصوف نے وار قطنی کا حوالہ دیا ہے، اور اس میں یہ قول امام باقرؑ کی جانب منسوب کیا گیا ہے، اور محدثین کی تصریح کے مطابق یہ نسبت بھی محض غلط اور بازاری گپ ہے، جو عمرو بن شمر اور جابر بھی ایسے کذابوں نے حضرت امام باقرؑ کے سر دھری تھی، مگر ان ”بزرگوں“ کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس وضعی اور من گھڑت افسانے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس سے منسوب کر ڈالیں، مگر شاباش! اور صد آفرین! کہ مسیح قادیان کے مسیحی مولوی فاضل اللہ دتہ جالندھری نے اس افتراء کی روایت کو ارشاد نبویؐ قرار دے کر کذب و افتراء کا نیار یکارڈ قائم کر دیا:

”اس کار از تو آید و مرداں چنیں کنند“

دوم:..... یہ کہ موصوف نے اس موضوع روایت کے اصل الفاظ ذکر نہیں کئے، نہ ان کا ترجمہ کیا، بلکہ اس جھوٹی روایت کی خود ساختہ تشریح اور من مانا مفہوم گھڑ کر اس کو فرمودہ رسول بتادیا، یہ کذب و رکذب (ڈبل جھوٹ) بھی مسیح قادیان کی ”مسیحی امت“ کا ہی کارنامہ ہو سکتا ہے۔ ابوالعطاء جالندھری صاحب مولوی فاضل ہیں، پیر کہن سالہ ہیں، انہیں خوب علم ہے کہ یہ روایت سراپا کذب ہے، مگر ان کی مشکل یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کے حق میں جس قدر صحیح حدیثیں کتب صحاح میں موجود ہیں، ان میں سے ایک بھی تو ان کے ”خانہ ساز مہدی“ پر چسپاں نہیں ہوتی، اس لئے انہوں نے اپنے مہدی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی تقلید میں من گھڑت روایتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے کا راستہ اختیار کر لیا، حالانکہ عقل کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس گرداب سے نکلنے کی ہمت کرتے، لیکن: وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَالَهُ مِنْ نُورٍ!

تاریخی جھوٹ:

ابوالعطاء صاحب مزید لکھتے ہیں:

”یہ (مذکورہ بالا) چاروں امور دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی دفعہ سیدنا حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ مہدویت کے وقت ۱۳۱۱ھ میں جمع ہوئے، نہ اس سے پہلے ایسا واقعہ ہوا، نہ آئندہ کبھی یہ چاروں امور اکٹھے ہوں گے۔“
(حوالہ بالا)

مسیحی مولوی فاضل کا یہ دعویٰ کہ کسوف و خسوف کا رمضان میں اجتماع صرف ۱۳۱۱ھ میں ہوا، خالص تاریخی جھوٹ ہے، کیونکہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں (۱۸ھ سے ۱۳۱۲ھ تک) ساٹھ مرتبہ رمضان المبارک میں اجتماع کسوفین ہوا۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے ۱۲۶۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا، اس کے ساتویں سال رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق جولائی ۱۸۵۱ء میں ۱۳/ اور ۲۸/ رمضان کو خسوف و کسوف کا اجتماع ہوا (دیکھئے ”رئیس قادیان“ جلد دوم ص: ۱۹۹، مؤلفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری)۔

اسی طرح ”مسیحی مولوی فاضل“ صاحب کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر لغو ہے کہ: ”۱۳۱۱ھ کا اجتماع خسوف و کسوف صرف ان کے ”مسح قادیان“ کے لئے نشانِ صدق تھا۔“ کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدی سوڈانی مسندِ مہدویت پر جلوہ افروز تھا، اگر اس بے سرو پا گپ سے مسیح قادیان کی مہدویت کا ثبوت نکلتا ہے تو مرزائی امت کو مہدی سوڈانی کی ”بعثت“ پر بھی ایمان لانا چاہئے۔

ہمیں قادیانی امت کی اس دیدہ دلیری اور جرأت بے جا پر افسوس ضرور ہے، مگر اس پر ذرا بھی تعجب نہیں کہ وہ خدا و رسول پر دروغ بانی اور افترا پرداز کیوں کرتے ہیں؟ اور تاریخ کے انٹ حقائق سے آنکھیں بند کر کے واقعات کو کیوں مسخ کرتے ہیں؟ ہمیں معلوم ہے کہ اہل باطل زنادقہ کا دامن دلیل و برہان کے جوہر سے

ہمیشہ خالی رہا ہے، ان کے صغریٰ، کبریٰ کی کل کائنات ادھر ادھر کے زلیات، بے سرو پا افسانے اور من گھڑت روایات کا پلندہ رہا ہے، ان کے دعاوی باطلہ کا کھوٹا سکہ مسیح حقائق کی اندھیر مگرمی میں ہی چل سکتا ہے، زنادقہ کی یہی تکنیک مرزا غلام احمد ”مسیح قادیان“ نے اختیار کی اور کانٹوں کے اسی جنگل میں ایک صدی سے ان کی ”مسیحی امت“ بھٹک رہی ہے: **وَفَعَلَ اللَّهُ الْفَالْسِ وَفَعَلَ اللَّهُ مَا بَيَّنَّا!**

گدی، سازش اور ڈھونگ:

قارئین کو علم ہے کہ مسیح قادیان کی ”مسیحی امت“ کے دو بڑے فرقے ہیں: لاہوری اور قادیانی ثم ربوی۔ ہمیں فرقہ ربویہ سے زیادہ لاہوری پر رحم آتا ہے، مرزا صاحب کی مسیحی نبوت کے تمام فوائد (از قسم گدی نشینی وغیرہ) تو فرقہ ربویہ نے سمیٹ لئے، مگر مسیح صاحب کے دامن مسیحیت سے وابستہ ہونے کے سبب لاہوری فرقہ بھی ۷ ستمبر کے آئینی فیصلہ کی رُو سے خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ لاہوری فرقہ کا آرگن ہفت روزہ ”پیغام صلح“ متواتر صدائے احتجاج بلند کر رہا ہے کہ ہم تو حضرت مسیح قادیان کو چودھویں صدی کا مجدد ہی مانتے ہیں، ہمیں آئینی فیصلے کی زد میں کیوں لایا گیا؟ اس سلسلہ میں ”پیغام صلح“ کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

”مولانا نور الدین صاحب خلیفہ جماعت احمدیہ کے

بعد حضرت مرزا صاحب (مسیح قادیان) کے لڑکے مرزا

بشیر الدین محمود نے، جو کہ اپنی ”انصار اللہ“ پارٹی کی سازش اور

کوششوں سے خلیفہ ثانی بنا اور جس نے اپنی گدی اور خلافت کو

مضبوط کرنے کے لئے یہ عقیدہ تراشا کہ جو کوئی مسلمان خدا کے

مامور (مرزا غلام احمد) کو نہ آنے وہ دائرۃ اسلام سے خارج

ہے۔“

(مرزا غلام احمد صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کو نہ ماننے والے کافر، جہنمی اور مردہ ہیں، ان کے ساتھ نماز پڑھنا مرزائیوں کے لئے حرام اور قطعی حرام ہے، ورنہ ان کے عمل حط ہو جائیں گے۔ حوالے کے لئے دیکھئے: حقیقۃ الوحی ص: ۱۷۹، انجام آتھم ص: ۶۲، تذکرہ ص: ۳۳۳ طبع دوم، اربعین نمبر: ۳ ص: ۳۴۔ ناقل)

”مرزا محمود احمد صاحب جماعت قادیان کے خلیفہ اور مطاع الکُل بنے رہے اور ۱۹۳۷ء میں پاکستان بننے پر قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے، اور ربوہ شہر کی بنیاد رکھی، احمدیہ لاہوری جماعت کا ربوہ والوں سے کوئی اشتراک عمل و عقائد نہ تھا، اور نہ اب ہے۔“

”یہ بات کہ مرزا محمود احمد صاحب نے صرف اپنی خلافت اور خاندانی گدی قائم کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا تھا، اس امر سے ثابت ہے کہ ۱۹۵۳ء کے منیر انکوائری کمیشن کے سامنے مرزا محمود احمد صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد کو صرف اسی قسم کا نبی قرار دیا جس کے انکار سے کوئی مسلمان دائرۃ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔“

(ہفت روزہ پیغام صلح، لاہور ۳ دسمبر ۱۹۷۷ء ص: ۸، ۹، ملخصاً)

خط کشیدہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نبی ہونے پر تو دونوں پارٹیوں کا اتفاق ہے، صرف ”نبوت کی کوالٹی“ میں اختلاف ہے کہ وہ اعلیٰ کوالٹی کے نبی تھے یا گھٹیا کوالٹی کے۔

ہم ”پیغام صلح“ کی ان تصریحات پر تبصرہ کا حق محفوظ رکھتے ہوئے اس بات

کا انتظار کریں گے کہ ”قصر خلافت“ ربوہ کا عملہ اس گدی، سازش اور ڈھونگ پر کوئی تبصرہ کرتا ہے، یا بقول مرزا غلام احمد صاحب ”صم، بکم، عمی“ رہنے کو تقاضائے مصلحت سمجھتا ہے۔ البتہ لاہوری فرقہ کی خدمت میں یہ گزارش بے جا نہ ہوگی کہ سوال ربوہ والوں سے اشتراکِ عمل و عقائد کا نہیں بلکہ مرزا غلام احمد صاحب سے اشتراکِ عمل و عقائد کا سوال ہے۔ اگر آپ مرزا غلام احمد صاحب کے لحدانہ دعاوی اور عقائد و نظریات پر دو حرف بھیج کر اظہارِ نفرین کرنے کے لئے آمادہ ہوں تو بسم اللہ! تشریف لائیے! اسلام کے دروازے آپ کے لئے بند نہیں، دیکھنا صرف یہ ہے کہ آپ کا تعلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا نام نہاد ”بروز محمد“ (غلام احمد) سے؟

(ماہنامہ بینات کراچی صفر ۱۳۹۵ھ)